مینارۂ نور

سید کاشف گیلانی

(امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ)

ایک لمحہ کو بھی جو دشمن سے شرمندہ نہ تھا
کیا وہ انساں غیرتِ حق کا نمائندہ نہ تھا

ظلم کی تاریکیوں میں کرمکِ شب تاب تھا
وہ کہ جو تاریخِ آزادی کا روشن باب تھا

اک سپاہی، اک مجاہد، اک سیاست دان تھا
اہلِ دل، اہلِ نظر اور صاحبِ ایمان تھا

لرزہ براندام تھے افرنگ اُس کے نام سے
زندگی بھر وہ نہیں بیٹھا کبھی آرام سے

زیست کا منشور تھی آزادیٔ اہلِ وطن
دیکھ سکتا تھا نہ وہ بربادیٔ اہلِ وطن

وہ سیاست میں صداقت کا علمبردار تھا
وہ تو اک درویش تھا وہ سیدِ احرار تھا

وہ بہادر تھا، جری تھا، صادق و جاں باز تھا
جذبۂ شوقِ شہادت سے وہ سرافراز تھا

نطق اُس کا قدرتِ حق کا عجب اعجاز تھا
سچ ہے اُس کے لحن پر اہلِ زباں کو ناز تھا

وہ حسیں تھا، حسن اُس کا شہرۂ آفاق تھا
یہ وہ انساں تھا جو سر سے پاؤں تک اخلاق تھا

حق کی خاطر زندگی گزری تھی اُس کی جیل میں
زندگی بھر وہ قلندر خوش رہا اس کھیل میں

وہ سدا خوش ہو کے کھا لیتا تھا روٹی دال سے
اُس کی فطرت کو کوئی رغبت نہیں تھی مال سے

بس یہی تعریف ہے اُس بندۂ بے دام کی
اُس نے اپنی ہر مُسرّت اہلِ دل کے نام کی

کاروانِ آگہی کا وہ سپہ سالار تھا
کفر کی تیرہ شبی میں اک نور کا مینار تھا

وقت کی قلت نے رکھا دُور اسے تحریر سے
اس کو بخشا تھا شغف اللہ نے تقریر سے

اُس نے اپنی زندگی کو وقفِ ایماں کر دیا
اک نظر کافر پہ ڈالی اور مسلماں کر دیا

بیٹھتے تھے اُس کی محفل میں سبھی تنظیم سے
غیر بھی ملنے کو آتے تھے بڑی تکریم سے

پھر ضرورت ہے ہمیں اُس پیکرِ احساس کی
پھر ہماری زندگی افرنگ نے ہے ناس کی

پھر مسلماں پھنس گئے ہیں پنجۂ صیاد میں
پھر لہو بہنے لگا ہے کابل و بغداد میں

اہلِ دانش ہوگئے ناکام سے تدبیر میں
لٹ رہی ہیں بیٹیوں کی عصمتیں کشمیر میں

پھر فلسطیں میں یہودی کیا قیامت ڈھا گئے
ہر طرف ہیں آج دنیا میں ستم گر چھا گئے

مومنوں کو آہ کرنے کا بھی یارا کب رہا
اب انہیں عزت سے مرنے کا بھی یارا کب رہا

بھیج دنیا میں سیادت کے لیے کوئی فقیر
بھیج مسلم کی قیادت کے لیے کوئی فقیر

ہم مسلمانوں کی سن کے آہ و زاری بھیج دے
بھیج دے دنیا میں یارب! پھر بخاریؒ بھیج دے